

65763 - فیکٹری کی مشینوں پر زکاة نہیں، اور قرضدار پر زکاة

سوال

میرا بھائی زکاة کے حساب میں تعاون چاہتا ہے، وہ (جس کی زکاة میں نے ادا کی ہے) اس میں اسے یقین نہیں کیونکہ اس پر قرض ہے، اور اسی طرح اس کی رقم کو ابھی صرف تین ماہ گزرے ہیں، اس کے ساتھ وہ ایک فیکٹری کی مشینوں کا مالک ہے، تو کیا وہ اس کی زکاة ادا کرے گا ؟

پسندیدہ جواب

الحمد لله.

اول:

جس کی ملکیت میں مال ہو اس پر زکاة واجب ہے، اور اس پر قرض بھی ہو تو اس پر زکاة واجب ہے، اور یہ قرض زکاة پر اثر انداز نہیں ہوتا، امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مسلک یہی ہے۔

نصاب کا مالک ہو جانے والے پر زکاة واجب ہونے کے عمومی دلائل اس پر دلالت کرتے ہیں۔

اور اس لیے بھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے عمال کو زکاة لینے کے لیے روانہ کیا کرتے، اور انہیں یہ تفصیل معلوم کرنے کا حکم نہیں دیتے تھے کہ وہ اصحاب اموال سے دریافت کریں کہ آیا ان پر قرض ہے یا نہیں ؟

اور اس لیے بھی کہ زکاة کا تعلق بعینہ مال کے ساتھ ہے، اور قرض کا تعلق ذمہ کے ساتھ ہے، لہذا اس میں سے ایک دوسرے کے لیے مانع نہیں۔

شیخ ابن باز رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں:

" اور جو قرض اس کے ذمہ ہے اہل علم کے صحیح اقوال کے مطابق وہ قرض زکاة کی ادائیگی میں مانع نہیں " انتہی

مجموع فتاویٰ الشیخ ابن باز (14 / 189) .

اور شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں:

" میرے نزدیک راجح یہ ہے کہ زکاة مطلقا واجب ہے، اگرچہ اس کے ذمہ قرض بھی ہو جو نصاب میں کمی کرتا ہو، مگر وہ قرض جس کی ادائیگی کا وقت زکاة کا وقت آنے سے قبل آجائے تو وہ قرض ادا کرنا واجب ہے، اور پھر جو

مال باقی بچے اس کی زکاة ادا کرے " انتہی

دیکھیں: الشرح الممتنع لابن عثيمين (39 / 6) .

مزید تفصیل کے لیے دیکھیں: المجموع للنووی (317 / 5) نہایۃ المحتاج (133 / 3) الموسوعة الفقهية (247 / 23) .

اور اس بنا پر جب زکاة کے نصاب والے مال پر ایک سال گزر جائے تو آپ کے بھائی پر زکاة واجب ہے، اور اس پر موجود قرض کو صرف نظر کیا جائے گا لیکن اگر قرض کی ادائیگی کا وقت زکاة کے وقت سے آگیا تو پھر قرض ادا کیا جائے گا اور باقی بچنے والے مال پر زکاة ادا کی جائے گی۔

دوم:

جس کی ملکیت میں نصاب کے مطابق نقدی ہو اور اس پر ایک برس گزر جائے تو اسے (2.5 %) کے حساب سے زکاة ادا کرنی واجب ہے۔

اور زکاة کا نصاب یہ ہے: پچاسی گرام (85) سونا، یا پانچ سو پچانوئیس (595) گرام چاندی کی قیمت کے برابر نقدی ہے۔

اور اس پر سال کا حساب اس وقت سے شروع کیا جائے گا جب وہ نصاب کو پہنچے، نا کہ اس نے جب بنك میں رقم رکھی تھی۔

اور اگر وہ اس مال کو شرعی طریقہ پر تجارت میں لگاتا ہے، تو پھر اصل رقم اور منافع دونوں کی زکاة دینا لازم ہے، اور یہ اصل رقم پر زکاة کے وقت ہی ادا کی جائے گی۔

اگر اس نے سال کے آخری تین ماہ میں منافع حاصل کیا اور اصل مال پر سال گزرنے پر سارے مال پر زکاة واجب ہو گی: یعنی منافع کے ساتھ مال پر، حالانکہ منافع پر ایک سال نہیں گزرا، مگر وہ سال گزرنے میں اصل مال کے تابع ہے۔

یہاں ایک بات پر متنبہ رہنا چاہیے کہ سودی فائدہ کے بدلے میں بنك میں رقم رکھنی کبیرہ گناہ اور حرام ہے جسے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام کیا ہے۔

حفاظت کی ضرورت کے پیش نظر بنك میں رقم رکھنا جائز ہے، لیکن شرط یہ ہے کہ رقم بغیر فائدہ کے رکھی جائے، مزید تفصیل کے لیے سوال نمبر (49677) اور (22392) کے جوابات دیکھیں۔

سوم:

زکاة صرف مخصوص اموال میں واجب ہے جسے شریعت نے بیان کیا ہے ان اموال میں نقد رقم، چوپائے (اونٹ، بھیڑ بکری، گائے) تجارتی سامان شامل ہیں، لیکن انسان کی ملکیت میں جو گھر، یا گاڑی، یا عمارتیں ہیں ان پر زکاة نہیں، لیکن اگر یہ بھی تجارتی اغراض کے لیے ہوں تو پھر ان میں بھی زکاة ہو گی۔

اور عادتاً فیکٹریاں سامان، اور پیداواری اشیاء پر شامل ہوتی ہیں جس کی تجارت کی جاتی ہے، تو اس کی زکاة تجارت کی زکاة ادا کی جائے گی، تو اس طرح سال کے آخر میں اس کی قیمت سے (2.5 %) کے حساب سے زکاة نکالی جائے گی۔

اور جو عمارتیں اور مشینیں تجارت اور فروخت کرنے کی غرض سے نہ ہوں ان میں زکاة نہیں ہے۔

کشاف القناع میں ہے کہ:

اور صناعی آلات اور تجارتی سامان اور عطار اور تیلی کی شیشیوں (یعنی انا کے باردانہ) وغیرہ میں زکاة نہیں ہے، مثلاً تیل اور شہد کا کاروبار کرنے والے کے برتنوں پر، لیکن اگر وہ یہ برتن اور شیشیاں فروخت کرنے کی غرض سے ہوں تو پھر اس میں بھی زکاة ہو گی کیونکہ یہ تجارتی مال ہے۔ اھ

دیکھیں: الکشاف القناع (2 / 244)۔

اور شیخ ابن باز رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں:

پرٹنگ پریس، اور فیکٹریوں کے مالکان پر ان اشیاء میں زکاة ہے جو فروخت کے لیے تیار کردہ ہیں، لیکن وہ اشیاء تو استعمال کے لیے ہیں ان میں زکاة نہیں، اور اسی طرح جو گاڑیاں اور قالین، اور برتن وغیرہ استعمال کے لیے ہوں ان میں بھی زکاة نہیں ہے۔

اس کی دلیل ابو داود کی مندرجہ ذیل حدیث ہے جسے حسن سند کے ساتھ روایت کیا گیا ہے:

سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

" ہمیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ہم جو اشیاء فروخت کے لیے تیار کریں اس کی زکاة ادا کریں "

انتہی

ماخوذ از: مجموع فتاویٰ الشیخ ابن باز (14 / 186)۔

واللہ اعلم .